

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ ۵۵ مَکِّيَّةٌ ۹۰	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	الْبَاقِیَاتُ ۴۸
سورہ رحمن مکرہمیں نازل ہوئی اور اس میں شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے		۱۱ مختصر آیتیں اور تین رکوع ہیں
الرّحْمٰنُ ۱ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۲ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۴ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۵		رحمن نے سکھایا قرآن ۱ بنا دیا آدمی ۲ پھر سکھایا اسکو بات کرنا ۳ سورج اور چاند کیلئے ایک حساب ہے ۴
وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۶ وَالسَّمَاءُ رَفَعَهَا ۷ وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۸ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۹		اور جھاڑ اور درخت مشغول ہیں سجدہ میں ۶ اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی ترازو ۷ کہ زیادتی نہ کرو ترازو میں اور
أَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۹ وَالْأَرْضُ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۱۰ فِيهَا فَاكِهَةٌ ۱۱		سیدھی ترازو تولو انصاف سے اور مت گھٹاؤ ۹ تول کو ۱۰ اور زمین کو بچھایا واسطے خلق کے ۱۱ اس میں میوہ ہر اور
النَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ۱۲ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ ۱۳ وَالزَّيْتَانِ ۱۴ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۱۵		کھجوریں جن کے میوہ پر غلاف ۱۲ اور اُس میں انار ہر جس کے ساتھ جھس بہا اور پھول خوشبودار ۱۳ پھر کیا کیا نعمتیں رب اپنی جھلاؤ گم نہ لو ۱۴ بنایا
الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۱۶ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ نَّارٍ ۱۷		آدمی کو کھنکھٹائی مٹی سے جیسے ٹھیکرا ۱۶ اور بنایا جن کو آگ کی لپٹ سے ۱۷

(۱) اللہ ہی قرآن کا اصل معلم ہے جو اُس کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ اور اُس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت و رحمت ہے، انسان کی بساط اور اُس ظرف پر خیال کرو اور علم قرآن کے اس دریائے ناپید کنار کو دیکھو، بلاشبہ ایسی ضعیف الہنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنادینا رحمان ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا کا کلام۔ (تنبیہ) سورۃ النجم میں فرمایا تھا۔ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى ۱۶ یہاں کھول دیا کہ قرآن کا اصلی معلم اللہ ہے گو فرشتہ کے توسط سے ہو۔

(۲) انسان میں علم بیان کی صفت ۱۲ ایجاد (وجود عطا فرمانا) اللہ کی بڑی نعمت بلکہ نعمتوں کی جڑ ہے۔ اُس کی دو قسمیں ہیں، ایجاد ذات، اور ایجاد صفت تو اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ذات کو پیدا کیا اور اُس میں علم بیان کی صفت بھی رکھی یعنی قدرت دی کہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت صفائی اور حُسن و خوبی سے ادا کر سکے اور دوسروں کی بات سمجھ سکے۔ اسی صفت کے ذریعہ سے وہ قرآن سیکھتا سکھاتا ہے اور خیر و شر، ہدایت و ضلالت، ایمان و کفر اور دنیا و آخرت کی باتوں کو واضح طور پر سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔

(۳) شمس و قمر کا حساب یعنی دونوں کا طلوع و غروب، گھٹنا بڑھنا، یا ایک حالت پر قائم رہنا، پھر اُن کے ذریعہ سے فصول و مواسم کا بدلنا اور سفلیات پر مختلف طرح سے اثر ڈالنا، یہ سب کچھ ایک خاص حساب اور ضابطہ اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے۔ مجال نہیں

لے بچنے والی۔

کہ اُس کے دائرہ سے باہر قدم رکھ سکیں۔ اور اپنے مالک و خالق کے دیے ہوئے احکام سے روگردانی کر سکیں۔ اُس نے اپنے بندوں کی جو خدمات ان دونوں کے سپرد کر دی ہیں۔ اُن میں کوتاہی نہیں کر سکتے۔ ہمہ وقت ہماری خدمت میں مشغول ہیں۔

(۴) جھاڑیوں اور درختوں کا سجدہ [یعنی علویات کی طرح سفلیات بھی اپنے مالک کی مطیع و منقاد ہیں۔ چھوٹے جھاڑ، زمین پر پھیلی ہوئی بیلین اور اونچے درخت، سب اُس کے حکم و نواہی کے سامنے سر بسجود ہیں۔ بندے اُنکو اپنے کام میں لائیں تو انکار نہیں کر سکتے۔

(۵) آسمان اور میزان [اوپر سے دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوتے چلے آ رہے تھے۔ یہاں بھی آسمان کی بلندی کے ساتھ آگے زمین کی پستی کا ذکر ہے۔ درمیان میں میزان (ترازو) کا ذکر شاید اس لیے ہو کہ عموماً ترازو کو تولتے وقت آسمان و زمین کے درمیان مُعلق رکھنا پڑتا ہے۔ یہ اُس تقدیر پر ہے کہ میزان سے مراد ظاہری اور حسی ترازو ہو۔ چونکہ اُس کے ساتھ بہت سے معاملات کی دستی اور حقوق کی حفاظت وابستہ تھی۔ اس لیے ہدایت فرمادی کہ وضع میزان کی یہ غرض جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ نہ لیتے وقت زیادہ تولو، نہ دیتے وقت کم، ترازو کے دونوں پتے اور باٹ بٹی میں کمی بیشی نہ ہونے تولتے وقت ڈنڈی ماری جائے، بلکہ بدون کمی بیشی کے دیانتداری کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک تولا جائے۔ (تنبیہ) اکثر سلف نے وضع میزان سے اس جگہ عدل کا قائم کرنا مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ نے آسمان سے زمین تک ہر چیز کو حق و عدل کی بنیاد پر اعلیٰ درجہ کے توازن و تناسب کے ساتھ قائم کیا ہے اگر عدل و حق ملحوظ نہ رہے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ لہذا ضروری ہے کہ بندے بھی عدل و حق کے جادہ پر مستقیم رہیں۔ اور انصاف کی ترازو کو اٹھنے یا جھکنے نہ دیں، نہ کسی پر زیادتی کریں نہ کسی کا دبائیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں۔

(۶) کہ اُس پر آرام سے چلیں پھریں اور کاروبار جاری رکھیں۔

(۷) زمین کے مختلف میوے اور پھل [یعنی پھل میوے بھی زمین سے نکلتے ہیں اور غلہ اناج بھی۔ پھر غلہ میں دو چیزیں ہیں۔ دانہ، جو انسانوں کی غذا ہے اور بھوسہ جو جانوروں کے لیے ہے۔ اور بعض چیزیں زمین سے وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام میں نہیں آتیں لیکن اُن کی خوشبو وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

(۸) جن وانس اللہ کی نعمتوں کو نہیں جھٹلا سکتے [یعنی اے جن وانس! اوپر کی آیات میں تمہارے رب کی جو عظیم الشان نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں بیان کی گئیں تم اُن میں سے کس کس کے جھٹلانے کی جرأت کرو گے؟ کیا یہ نعمتیں اور نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے کسی کا انکار کیا جاسکے؟ علماء نے ایک حدیث صحیح کی بناء پر لکھا ہے کہ جب کوئی شخص یہ آیت ”فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ“ سے جواب دے ”لَا بَشِيْعٌ مِنْ نِعْمَتِكَ رَبَّنَا تُكْذِبُ فَلَيْتَ الْخَنَّاسِ“ (اے ہمارے رب! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے۔ سب حمد و ثناء تیرے ہی لیے ہے) (تنبیہ) گو جن کا ذکر تصریحاً پہلے نہیں ہوا، لیکن ”اَنَامُ“ میں وہ شامل ہیں۔ اور ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“ میں دونوں کا عبادت کے لیے پیدا ہونا مذکور ہے۔ اور اس آیت کے بعد متصل ہی آدمی اور جن کے کیفیت تخلیق بتلائی گئی ہے، اور چند آیات کے بعد ”سَنَقَرْنُ لَكُمْ أَيْهَا الشَّقَاقِدِ“ اور ”يَا مَعْشَرَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ“ میں صریحاً جن وانس کو مخاطب کیا گیا ہے، یہ قرائن دلالت کرتے ہیں کہ یہاں مخاطب وہ ہی دونوں ہیں۔

(۹) جن وانس کی تخلیق مٹی اور آگ سے [یعنی سب آدمیوں کے باپ آدم کو مٹی سے اور جنوں کے باپ کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ رَبُّ الشَّرْقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ ۱۶

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں مالکِ دو مشرق کا اور مالکِ دو مغرب کا ۱۶ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے چلائے

الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقَيْنِ ۝ يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

دو دریا مل کر چلتے والے ان دونوں میں ایک پر وہ جو ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے نکلتا ہر ان دونوں سے

الْوَلَوُّ وَالْمَرْجَانُ ۝ يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝

سوتلی اور موتی پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور اسی کے ہیں جہاز اونچے کھڑے دریا میں جیسے پہاڑ

يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جو کوئی ہے زمین پر فنا ہوتا ہوا ہر اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت

شَانِ ۝ يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهُ الثَّقَلَيْنِ ۝ يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝

والا ۱۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اُس کو مانگتے ہیں جو کوئی ہیں آسمانوں میں اور زمین میں ہر روز اُس کو ایک

شَانِ ۝ يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهُ الثَّقَلَيْنِ ۝ يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝

دعوت ہر ۱۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ہم جلد فارغ ہونے والے ہیں تمہاری طرف اے دو بھاری ثقلوں پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

يَعْتَصِرُ الْجَنِّ وَالْاِنْسُ اِنْ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوا مِنْ اَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوا

اے گروہ جنوں کے اور انسانوں کے اگر تم سر ہو سکتے کہ نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کے کناروں کو تو نکل بھاگو

لَا تَنْفُذُونَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ يَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝

نہیں نکل سکتے کے بدون سند کے ۱۶ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۱۷

(۱) قرآن کریم میں تکرار کیوں ہے؟ ”اَلَا“ کا ترجمہ عموماً ”نعمت“ کیا گیا ہے۔ لیکن ابن جریر نے بعض سلف سے ”قدرت“ کے معنی نقل کیے ہیں۔ اس لیے جس مقام پر جو معنی زیادہ چسپاں ہوں وہ اختیار کیے جائیں۔ یہاں اور اس سے پہلی آیت میں دونوں مطلب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ انس و جن کو خلعت و جود سے سرفراز فرمانا اور جہاد لا یعقل سے عاقل بنانا اللہ کی بڑی نعمت ہے اور اُس کی لامحدود قدرت کی نشانی بھی ہے۔ (تنبیہ) یہ جملہ ”یَبْأَيُّ الْاِثْمِ رَبُّكُمَا تُكْذِبَانِ“ اس سورۃ میں اکتیس مرتبہ آیا ہے اور ہر مرتبہ کسی خاص نعمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا شئون عظمت و قدرت میں سے کسی خاص شان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس قسم کی تکرار عرب و عجم کے کلاموں میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ مدت ہوئی رسالہ ”القاسم“ میں بندہ نے ایک مضمون بعنوان ”قرآن مجید میں تکرار کیوں ہے“ چھپوایا تھا اُس میں چند نظائر شعرائے عرب کے کلاموں سے پیش کی گئی ہیں اور تکرار کے فلسفہ پر بحث کی ہے یہاں اُس کے بسط کا موقع نہیں۔

(۱۱) دو مشرق اور دو مغرب اجاڑے اور گرمی میں جس جس نقطہ سے سورج طلوع ہوتا ہے وہ دو مشرق اور جہاں جہاں غروب ہوتا ہے وہ دو مغرب ہوتے ہیں ان ہی مشرقین و مغربین کے تغیر و تبدل سے موسم اور فصلیں بدلتی ہیں۔ اور طرح طرح کے انقلابات ہوتے ہیں زمین والوں کے ہزار ہا فوائد و مصالح ان تغیرات سے وابستہ ہیں۔ تو ان کا دل بدل بھی خدا کی بڑی بھاری نعمت اور اُس کی قدرتِ عظیم کی نشانی ہوئی۔ (تنبیہ) آیت سے پہلے اور پیچھے دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوئے ہیں اس لیے یہاں مشرقین و مغربین کا کا ذکر نہایت ہی لطف دیتا ہے۔

(۱۲) میٹھا اور کھاری پانی | یعنی ایسا نہیں کہ میٹھا اور کھاری پانی ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے اُس کی خاصیت وغیرہ کو بالکل ناپاک کر دے یا دونوں مل کر دنیا کو غرق کر ڈالیں۔ اس آیت کے مضمون کے متعلق کچھ تقریر سورۃ ”فرقان“ کے اوخر میں گذر چکی ہے اس کو ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۱۳) یعنی کشتیاں اور جہاز گو بظاہر تمہارے بنائے ہوئے ہیں مگر خود تم کو اللہ نے بنایا اُسی نے وہ قوتیں اور سامان عطا کئے جن سے جہاز تیار کرتے ہو۔ لہذا تم اور تمہاری مصنوعات سب کا مالک و خالق وہ ہی خدا ہوا۔ اور یہ سب اُسی کی نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں ہوئیں (تنبیہ) یہ جملہ پہلے جملہ ”يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْعَمَلُ“ کے مقابل ہے یعنی دریا کے نیچے سے وہ نعمتیں نکلتی ہیں اور اُوپر یہ نعمتیں موجود ہیں۔

(۱۴) یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق زبان حال و قال سے اپنی حاجات اُسی خدا سے طلب کرتی ہے کسی کو ایک لمحہ کے لیے اس سے استغناء نہیں۔ اور وہ بھی سب کی حاجت روائی اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے۔ ہر وقت اُس کا الگ کام اور ہر روز اُس کی نئی شان ہے۔ کسی کو مارنا، کسی کو جلانا، کسی کو بیمار کرنا، کسی کو تندرست کر دینا، کسی کو بڑھانا کسی کو گھٹانا کسی کو دینا کسی سے لینا اُس کی شئون میں داخل ہیں۔ وقس علیٰ ہذا۔

(۱۵) ہر دن اللہ کی نئی شان ہے | یعنی دنیا کے یہ کام اور دھندے عنقریب ختم ہو نیلے ہیں۔ اسکے بعد ہم دوسرا دور شروع کریں گے جب تم دونوں بھلا قافلوں (جن و انس) کا حساب کتاب ہوگا مجرموں کی پوری طرح خبر لی جائیگی۔ اور وفاداروں کو پورا صلہ دیا جائیگا۔

(۱۶) اللہ کی حکومت سے فرار ممکن نہیں | یعنی اللہ کی حکومت سے کوئی چاہے کہ نکل بھاگے تو بدون قوت اور غلبہ کے کیسی بھاگ سکتا ہے کیا خدا سے زیادہ کوئی قوی اور زور آور ہے۔ پھر نکل کر جائیگا کہاں، دوسری قلمرو کونسی ہے جہاں پناہ لے گا۔ نیز دنیا کی معمولی حکومتیں بدون سند اور پروانہ راہ داری کے اپنی قلمرو سے نکلنے نہیں دیتیں تو اللہ بدون سند کے کیوں نکلنے دیگا۔

(۱۷) یعنی اس طرح کھول کھول کر سمجھانا اور تمام نشیب و فراز پر متنبہ کرنا کتنی بڑی نعمت ہے۔ کیا اس نعمت کی تم قدر نہیں کرو گے اور اللہ کی ایسی عظیم الشان قدرت کو جھٹلاؤ گے۔

يُرْسِلْ عَلَيْكُمْ شَوَاطِيرَ مِنْ نَارٍ ۖ وَمُحَسَّسٌ فَلَا تَنْتَصِرْنَ ۖ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبْنَ ۚ فَاِذَا انشَقَّتِ

چھوڑے جائیں تم پر شعلے آگ کے صاف اور دھواں ملے ہوئے پھر بدلتے ہوئے سکتے ۱۸ پھر کیا کیا نعمتیں اپنی رب کی جھٹلاؤ گے ۱۹ پھر جب پھٹ جائے

السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۖ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبْنَ ۚ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْعَلُ عَنْ ذَنْبِهِ

آسمان تو ہو جائے گلاب جیسے نری ۲۰ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۲۱ پھر اُس دن پوچھ نہیں اُس کے گناہ کی کسی آدمی

اِنْسٌ وَلَا جَانٌ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبْنَ ۚ يَعْرِفُ الْبُجْرُمُونَ بِسَيِّئِهِمْ فَيُؤْخَذُ بِاللُّؤْأِصِ

سراور نہ جن سے ۲۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۲۳ پہچانے پڑیں گے گنہگار اپنے چہرے سر ۲۴ پھر پکڑا جائیگا پیشانی کے

وَالْاَقْدَامُ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبْنَ ۚ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْبُجْرُمُونَ ۚ

بال کراؤ پاؤں سے ۲۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنی رب کی جھٹلاؤ گے ۲۶ یہ دوزخ ہے جس کو جھوٹ بتاتے تھے گنہگار ۲۷

لَهُ تِلْكَ فِي تِلْكَ ۚ

۲۸

(۱۸) جہنم کا دھواں اور شعلے | یعنی جس وقت مجرموں پر آگ کے صاف شعلے اور دھواں ملے ہوئے شرارے چھوڑے جائیں گے کوئی اُن کو دفع نہ کر سکیگا اور نہ وہ اس سزا کا کچھ بدلہ لے سکیں گے۔

(۱۹) مجرموں کو سزا دینا بھی نعمت ہے | مجرموں کو سزا دینا بھی وفاداروں کے حق میں انعام ہے اور اس سزا کا بیان کرنا نا لوگ سُن کر اُس مجرم سے باز رہیں، یہ مستقبل انعام ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ”ہر آیت میں نعمت جتنائی کوئی اب نعمت ہے اور کسی کی خبر دینا نعمت ہے کہ اُس سے بچیں“

(۲۰) یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹے گا اور رنگ میں لال نری کی طرح ہو جائے گا۔

(۲۱) یعنی کسی آدمی یا جن سے اُس کے گناہوں کے متعلق معلوم کرنے کی غرض سے سوال نہ کیا جائیگا کیونکہ خدا کو پہلے سے سب کچھ معلوم ہے۔ ہاں بطور الزام و توبیخ ضابطہ کا سوال کریں گے۔ کما قال ”فَوَسَّيْنَاكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ“ (حجر۔ رکوع ۶) یا یہ مطلب ہو کہ قبروں سے اُٹھتے وقت سوال نہ ہوگا بعد میں ہونا اس کے منافی نہیں۔

(۲۲) مجرموں کے چہروں سے پہچان | یعنی چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلگوئی سے مجرم خود بخود پہچانے جائیں گے جیسے مومنین کی شناخت سجدہ اور وضوء کے آثار و انوار سے ہوگی۔

(۲۳) یعنی کسی کے بال اور کسی کی ٹانگ پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا۔ یا ہر ایک مجرم کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر پیشانی کو پاؤں سے ملا دیں گے اور زنجیر وغیرہ سے جکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔

(۲۴) یعنی اُس وقت کہا جائے گا کہ یہ وہی دوزخ ہے جس کا دنیا میں انکار کیا کرتے تھے۔

۲۵

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَيْمِيمِ إِيَّايَ ۖ أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ تَكْذِبٌ ۖ وَلَيْسَ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۖ

پھر بچے | بیچ اُس کے اور کھولتے پانی کے | پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور جو کوئی ڈر کر پڑے ہوئے ہو پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۚ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۚ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِينَ ۚ

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جن میں بہت سی شاخیں | پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اُن دونوں میں دو چشمے بہتے ہیں ۲۸

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۚ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٌ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۚ

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اُن دونوں میں ہر میوہ قسم کا ہوگا | پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

مُتَكِينٍ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَّاتُ الْجَنَّةِ دَانٍ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

تکیہ لگائے بیٹھے چھونوں پر جن کے استر تافتے کے | اور بہوہ اُن باغوں کا جھک رہا | پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

تُكَذِّبِينَ ۚ فِيهِنَّ قُصُورٌ ۚ الطَّرْفُ لَمْ يَطِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌ ۚ

جھٹلاؤ گے اُن میں عورتیں پیر بنی نگاہ والیاں | نہیں تربت کی اُن سے کسی آدمی نے اُن سے پہلے اور نہ کسی جن نے |

(۲۵) کھولتے پانی کا عذاب | یعنی کبھی آگ کا اور کبھی کھولتے پانی کا عذاب ہوگا (اعاذنا اللہ منها ومن سائر النواع العذاب)

(۲۶) اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے دو باغ | یعنی جس کو دنیا میں ڈر لگا رہا کہ ایک روز اپنے رب کے آگے کھڑا ہونا اور رقی رقی کا

حساب دینا ہے اور اسی ڈر کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہا اور پوری طرح تقویٰ کے راستوں پر چلا اس کے لیے وہاں دو عالیشان

بارغ ہیں جن کی صفات آگے بیان کی گئی ہیں۔

(۲۷) یعنی مختلف قسم کے پھل ہونگے اور درختوں کی شاخیں نہایت پرمیوہ اور سایہ دار ہونگی۔

(۲۸) یعنی جو کسی وقت تھمتے نہیں۔ نہ خشک ہوتے ہیں۔

(۲۹) اہل جنت کے پھونے جب ان کا استر و بیزریشم کا ہوگا تو ابرے کو اسی سے قیاس کرلو، کیسا کچھ ہوگا۔

(۳۰) جس کے چننے میں کلفت نہ ہوگی کھڑے بیٹھے، لیٹے، ہر حالت میں تکلف متمتع ہو سکیں گے۔

(۳۱) جنت کی عورتیں | یعنی ان کی عصمت کو کسی نے بھی چھوا۔ نہ انہوں نے اپنے ازواج کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٥٨﴾ كَا تَهْنِ الْيَا قُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٠﴾ هَلْ

پھر کیا کیا نعمتیں اپنورب کی جھٹلاؤ گے وہ کیسی جیسر کہ لعل اور مونگا ۳۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور کیا

جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٢﴾ وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَيْنِ ﴿٦٣﴾ فَبِأَيِّ

بدلائے نیک کا مگر نیکی ۳۳ پھر کیا کیا نعمتیں اپنورب کی جھٹلاؤ گے اور ان دو کے سوائے اور دواشا پیر ۳۴ پھر کیا کیا

الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٤﴾ مَدُّهَا تَنِينَ ﴿٦٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٦﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَيْنِ ﴿٦٧﴾

نعمتیں اپنورب کی جھٹلاؤ گے گہرے ہنر جیسے سیاہ ۳۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنورب کی جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں اے عینے ہوئے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٦٨﴾ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَانٌ ﴿٦٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٧٠﴾

پھر کیا کیا نعمتیں اپنورب کی جھٹلاؤ گے ان میوے ہیں اور کھجوریں اور انار ۳۶ پھر کیا کیا نعمتیں اپنورب کی جھٹلاؤ گے ان

فِيهِنَّ خَيْرٌ حَسَانٌ ﴿٧١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٧٢﴾ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٣﴾ فَبِأَيِّ

سب بانوں میں اچھی عورتیں ہر خوبصورت ۳۷ پھر کیا کیا نعمتیں اپنورب کی جھٹلاؤ گے حوریں پیور کی رہنے والیاں خیموں میں ۳۸ پھر کیا کیا

الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٧٤﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌ ﴿٧٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی آدمی نے ان سر پہلے اور نہ کسی جن نے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

تُكَذِّبِينَ ﴿٧٦﴾ مُتَكِينِينَ عَلَى رُفْرٍ خُضِرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حَسَانٍ ﴿٧٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿٧٨﴾ تَبْرَكَ

گے تکیہ لگائے بیٹھے ہنر مندوں پر اور قیمتی پھونے نفیس پر پھر کیا کیا نعمتیں اپنورب کی جھٹلاؤ گے بڑی برکت

اِسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٧٩﴾

ہر نام کو پیرے رب کے جو بڑائی والا اور عظمت والا ہے ۳۹

(۳۲) یعنی ایسی خوش رنگ اور بیش بہا۔

(۳۳) یعنی نیک بندگی کا بدلہ نیک ثواب کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ ان جنتیوں نے دنیا میں اللہ کی انتہائی عبادت کی تھی۔ گویا وہ اُس کو

اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ اللہ نے ان کو انتہائی بدلہ دیا۔ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (سجدہ رکوع ۲)

شاید اس میں دولت دیدار کی طرف بھی اشارہ ہو۔ واللہ اعلم۔

(۳۳) جنت کے دُباغ | شاید پہلے دُباغ مقربین کے لیے تھے اور یہ دونوں اصحاب یحییٰ کے لیے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۳۵) سبزی جب زیادہ گہری ہوتی ہے تو سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔

(۳۶) جنت کے انار اور کھجور | مگر یہاں کے انار اور کھجوروں پر قیاس نہ کیا جائے۔ اُن کی کیفیت اللہ ہی جانے۔

(۳۷) یعنی اچھے اخلاق کی خوبصورت اور خوب سیرت۔

(۳۸) گھروں میں رُکنے والی حُوریں | اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ذات کی خوبی گھر میں رُکے رہنے ہی سے ہے۔

(۳۹) اللہ کے نام کی برکات | یعنی جس نے اپنے وفاداروں پر ایسے احسان و انعام فرمائے اور غور کرو تو تمام نعمتوں میں اصلی خوبی

اُسی کے نام پاک کی برکت سے ہے۔ اور اُسی کا نام لینے سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ پھر سمجھ لو جس کے اسم میں اس قدر برکت ہو

مسمیٰ میں کیا کچھ ہوگی۔ وَنَسْأَلُ اللَّهَ الْمَكْرِئِمَ الْوَهَّابَ ذَا الْجَادِلِ وَالْأَكْرَامِ أَنْ يَجْعَلَ لَنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْآلَافَ وَلِيَتَيْنِ

اٰمین۔ تم سورۃ الرحمن ولبّٰ الحمد والمند۔

www.e-iqra.info